سرکاری رپورٹ گیارہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کاروائی اجلاس

منعقدہ پنج شنبہ مورخہ یکم فروری ۱۹۹۰ء عیسوی بمطابق ۴ رجب المرجب ۱۴۱۰ ہجری

شمارہ نمبر	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	
۲۔	وقفہ سوالات۔	
۳۔	رخصت کی درخواستیں۔	
۴۔	بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء (قاعدہ ۱۶۰) میں ترمیم کیلئے تحریک ازجانب ملک محمد سرور خان کاکڑ۔	
۵۔	**غیر سرکاری کاروائی (قرار دادیں)۔**	

(۱) قرار داد نمبر ۲۵۔ منجانب عنایت اللہ خان بازئی (معزز رکن کی ایوان میں غیر موجودگی کے باعث پیش نہ ہو سکی)۔

(۲) " " " ۳۰ منجانب میر جان محمد خان جمالی۔ (منظور ہوئی)۔

(۳) " " " ۳۱ " نواب محمد اسلم خان رئیسانی۔ (نامنظور ہوئی)۔

(۴) " " " ۳۴ " میر محمد ہاشم شاہوانی (معزز رکن کی ایوان میں غیر موجودگی کے باعث پیش نہ ہو سکی)۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۵) " " " ۳۵ " منجانب مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی (منظور ہوئی)۔ ۔

جلد اوّل شمارہ دوئم۔

جناب اسپیکر۔ تلاوت کلام پاک کے بعد اب وقفہ سوالات ہے۔

پہلا سوال مسٹر حسین اشرف صاحب کا ہے۔ چونکہ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے کوئی دوسرا معزز رکن ان کا سوال منبر پکار سکتا ہے۔

نمبر ۱۴۰۔ مسٹر حسین اشرف بلوچ۔ (نواب محمد اسلم خان رئیسانی نے دریافت کیا)

کیا وزیر صنعت و حرفت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے ساحل مکران کے علاقے میں کہیں بھی کوئی مچھلی یا جھینگا فیکٹری نہیں ہے۔

(ب) اگر جز و الف کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقے میں مچھلی یا جھینگا فیکٹری لگانے کی تجویز پر غور کرے گی۔؟

جام میر محمد یوسف خان وزیر صنعت و حرفت۔

(الف) چونکہ حکومت بلوچستان سرکاری شعبہ میں کارخانے نہیں لگاتی لہذا اب تک

کوئی ایسا کارخانہ نہیں لگایا گیا ہے۔ البتہ نجی شعبہ میں ایک "MG A L FISH" کا کارخانہ پسنی میں لگ چکا ہے۔ اور اس نے کام بھی شروع کر دیا ہے

(ب) جیسا کہ جز و (الف) میں ذکر کیا گیا ہے کہ حکومت سرکاری شعبہ میں کارخانے قائم نہیں کرتی لہذا ایسی کوئی تجویز زیرغور نہیں البتہ اگر کوئی صنعت کار نجی شعبہ میں ایسا کوئی کارخانہ لگائے تو محکمہ صنعت ہر ممکن امداد فراہم کرنے کی کوشش کریگا۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی - (ضمنی سوال) جناب اسپیکر۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ بی ڈی اے نے جو کارخانے اور صنعتیں لگائی ہیں۔ ان میں سے وہ اپنا سرمایہ Disinvest کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا وہ دوبارہ ان کو چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس بارے میں حکومت بلوچستان کا کیا ارادہ ہے ؟

وزیر صنعت و حرفت - جناب اسپیکر۔ جس طرح معزز رکن نے فرمایا حکومت بلوچستان اپنی طرف سے بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ بی ڈی اے میں جو انڈسٹریز اور فیکٹریز Industries and Factories لگائی گئی ہیں۔ ان کو

چلانے کی کوشش کرے ۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی ۔ اس کا مطلب میں یہ لوں کہ بی ڈی اے حکومت بلوچستان کی زیر نگرانی نہیں آتی ۔

وزیر صنعت و حرفت ۔ جناب والا ! ویسے تو ہر شعبہ حکومت بلوچستان کے زیر نگرانی آتا ہے اور اس کے دائرہ اختیار میں ہے ۔ بی ڈی اے نے کچھ ایسی اسکیمیں بنائی تھیں لیکن حالات کچھ ایسے تھے کہ یہ چل نہ سکیں ۔ اور اس بنیاد پر ان کو چلانے کے لئے اگر کوئی آدمی آگے آنا چاہیں تو ویلکم ۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں کئی ایسے لوگ یعنی لوگ پبلک انٹر پرائزرز ان کو چلانے کے خواہشمند بھی تھے لیکن وہ سامنے نہیں ۔ تاہم میں معزز رکن سے ایک فریش نوٹس لوں گا ۔ ان کو چلانے کے لئے کون خواہاں ہیں ہم معلوم کر کے ان کو تفصیل بتا دینگے ۔

جناب اسپیکر ۔ اگلا سوال ۔

*۱۷۸ - میر جان محمد خان جمالی -

کیا وزیر مذہبی و اقلیتی امور از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) اوستہ محمد شہر میں اقلیتی برادری کی املاک کو کس قدر نقصان پہنچایا گیا ہے۔ نیز کیا حکومت ان متاثرین کو معاوضہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ کیونکہ ہمارے مذہب اسلام کے مطابق اقلیتی برادری کی جان و مال کی حفاظت حکومت وقت کا اولین فرض ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ تبلائی جائے

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اوستہ محمد شہر میں حکومت کی مختلف ایجنسیوں کی غفلت کی وجہ سے اقلیتی برادری کی املاک کو نقصان پہنچا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ سرکاری آفیسران اور عملہ کے خلاف کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو وجہ تبلائی جائے۔

سردار بشیر احمد ترین وزیر مذہبی و اقلیتی امور - یہ ایک انتظامی مسئلہ ہے۔ اندریں بارہ ایک رپورٹ کمشنر نصیر آباد ڈویژن سے طلب کی گئی تھی۔ جنہوں نے ابھی

بتلایا ہے کہ دریں بارہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ڈیرہ اللہیار کو انکواری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ انہوں نے ابھی تک اپنی رپورٹ حکومت کو نہیں بھجوائی ہے۔

جناب اسپیکر ۔ اگلا سوال بھی میر جان محمد جمالی صاحب کا ہے۔

نمبر ۱۸۵۔ میر جان محمد خان جمالی ۔

کیا وزیر زکواۃ و عشر ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

رواں مالی سال ۹۰۔۱۹۸۹ء میں اب تک کتنی زکواۃ برائے مستحقین فراہم کی گئی ہے۔ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر زکواۃ ۔

سال ۹۰۔۱۹۸۹ء بمطابق سال زکواۃ ۱۰۔۱۴۰۹ھ (از مورخہ ۱۸۔اپریل ۱۹۸۹ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۹ء) میں غریب اور مستحق افراد میں تین کروڑ چہتر لاکھ سترہ ہزار پانچ سو بہتر ۲۷۵ر۱۷ر۷۴ر۳ روپے تقسیم کئے۔ جس کی ضلع وار تقسیم ذیل ہے۔

نوٹ :۔ واضح رہے کہ جاری سال زکوٰۃ ۱۰-۱۴۰۹ ۲۸ مارچ ۱۹۹۰ء
تک ختم ہوگا۔

دوران سال ۹۰ - ۱۹۸۹ زکواۃ فنڈ سے مختلف اداروں

کے ذریعے امداد کی فراہمی

نمبر شمار	نام ضلع	بذریعہ مقامی زکواۃ کمیٹی	دینی مدارس	تعلیمی ادارے	سماجی بہبود کے ادارے
۱	کوئٹہ	۱۷,۷۹,۵۰۰/-	۱۲,۸۸,۲۰۰/-	۳۴,۹۴۰/-	۶,۰۱,۴۳۰/-
۲	پشین	۲۴,۹۲,۴۰۰/-	۵,۰۱,۹۰۰/-	۶,۳۸,۱۱۰/-	۵,۶۰,۹۵۸/-
۳	چاغی	۶,۰۳,۱۰۰/-	—	۱۴,۶۸۰/-	۶۵,۰۰۲/-
۴	ژوب بمع قلعہ سیف اللہ	۱۷,۳۹,۹۰۰/-	۶,۹۴,۸۰۰/-	۲۹,۰۰۰/-	۲,۴۹,۱۹۸/-
۵	لورالائی	۲۰,۸۹,۶۰۰/-	۶,۶۹,۳۰۰/-	۱۱,۳۴۰/-	۱,۲۵,۲۸۸/-
۶	سبی	۵,۴۲,۷۰۰/-	۸۶,۱۰۰/-	۵,۶۰۰/-	۶۳,۸۹۵/-
۷	کچھی	۱۶,۲۵,۷۰۰/-	۱,۵۹,۹۰۰/-	—	۱,۷۴,۸۹۹/-
۸	جعفرآباد	۱۵,۵۵,۱۰۰/-	۷۰,۲۰۰/-	—	۷۶,۴۱۴
۹	تمبو	۷,۴۷,۶۰۰/-	—	۱۱,۲۰۰/-	—
۱۰	ڈیرہ بگٹی	۵,۱۹,۴۰۰/-	—	—	—

صحت عامہ کے ادارے	جہیز / بحالی	کل رقم
۱۳,۷۸,۸۵۰/-	۶,۲۸,۸۰۰/-	۷,۱۱,۷۲۰/-
۱,۴۱,۸۰۰/-	۴,۳۲,۰۰۰/-	۷,۶۷,۱۶۸/-
۳۵,۰۰۰/-	۱,۱۴,۰۰۰/-	۸,۳۱,۷۸۲/-
۱,۶۲,۰۰۰/-	۳,۲۷,۰۰۰/-	۲,۰۱,۸۹۸/-
—	۶۳,۰۰۰/-	۲۹,۵۸,۵۲۸/-
۳۵,۰۰۰/-	۸۱,۰۰۰/-	۸,۱۴,۲۹۵/-
—	۳۶,۰۰۰/-	۹,۹۶,۴۹۹/-
۲,۱۱,۰۰۰/-	۱۸,۰۰۰/-	۹,۳۰,۷۱۴/-
۱,۰۰۰/-	۶,۰۰۰/-	۷,۶۵ ۸۰۰/-
۱,۰۱۶۰۰۰/-	۸,۵۰۸/-	۶,۲۷,۹۰۸/-

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱۱	کوہلو	۴,۱۹,۱۰۰/-	-	-	-	۱,۰۱,۰۰۰/
۱۲-	خضدار	۲,۷۲,۱۰۰/-	۱۸,۰۰۰/-	۱,۷۴۰/-	۸۷,۷۱۶/-	۱,۴۴,۰۰۰/-
۱۳-	قلات	۱۶,۰۸,۵۰۰/-	۲,۴۳,۷۰۰/-	۱۱,۷۴۰/-	۶,۹۷,۱۴۲/-	۹۰,۸۵۰/-
۱۴-	لسبیلہ	۱۱,۰۲,۲۰۰/-	۶۵,۷۰۰/-	—	۱,۷۷,۹۰۰/-	۵۰,۰۰۰/-
۱۵-	خاران	۷,۹۸,۶۰۰/-	۲۴,۰۰۰/-	۱,۷۴۰/-	۱,۹۱,۰۰۰/-	۴,۰۲۰/-
۱۶-	تربت	۲۰,۱۹,۹۰۰/-	۳۰,۰۰۰/-	۳,۴۸۰/-	۶,۳۳,۱۰۴/-	۱,۲۴,۰۰۰/-
۱۷-	پنجگور	۸,۲۲,۴۰۰/-	۱,۹۵,۳۰۰/-	—	۴,۷۶,۳۸۸/-	۱,۸۷,۰۰۰/-
۱۸-	گوادر	۵,۷۱,۱۰۰/-	۱۶,۵۰۰/-	—	۳,۶۰,۸۴۰/-	
۱۹-	زیارت	۱,۷۹,۷۰۰/-	—	—	—	۱۸,۰۰۰/-
		۲۳۲,۸۸,۶۰۰/-	۴,۲۳,۶۰۰/-	۷,۶۳,۵۷۰/-	۲۵,۴۱,۱۷۴/-	۲۷,۸۹,۵۲۰/-

	۸	۹
۱,۰۱,۰۰۰/	۵۱,۰۰۰/-	۵,۷۱,۱۰۰/
۱,۴۰,۰۰۰/-	۱,۲۰,۰۰۰/-	۲۴,۳۹,۵۵۶/-
۹۰,۸۵۰/-	۱,۴۵,۸۰۰/-	۲۷,۵۷,۷۳۲/-
۵۰,۰۰۰/-	۳۳,۰۰۰/-	۱۴,۲۸,۸۰۰/-
۴,۰۲۰/-	۶,۰۰۰/-	-,۲۵,۳۶۰/-
۱,۲۴,۰۰۰/-	۲۱,۰۰۰/-	۲۸,۳۱,۴۸۴/-
۱,۸۷,۰۰۰/-	۶,۰۰۰/	۱۶,۸۷,۰۸۸/-
	۵۷,۰۰۰/-	۱۰,۰۵,۴۴۰/-
۱۸,۰۰۰/-	۵۷,۰۰۰/-	۲,۵۴,۷۰۰/-
۲۷,۸۹,۵۲۰/-	۲۳,۱۱,۱۰۸/-	۳۷۶,۱۷,۵۷۲/-

میر جان محمد خان جمالی۔

جناب اسپیکر۔ سوال نمبر ۱۸۷ پر چونکہ جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے۔ اس لئے میں اس پر زور نہیں دونگا۔ جب انکوائری رپورٹ آجائیگی۔ تو اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب والا! سوال نمبر ۱۸۵ کے بارے میں میرا ضمنی سوال ہے وہی اردو کا مسئلہ ہے۔ تاہم یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ جواب کو غور سے پڑھیں گے۔ تو معلوم ہوگا کہ سماجی بہبود کے ادارے ہیں۔ ان پر جو رقومات خرچ ہو رہی ہیں۔ کیا ان کی کارکردگی صحیح ہے۔ اور یہ رقم واقعی سماجی بہبود پر ہورہی ہے یا ذاتی بہبود پر خرچ ہو رہی ہے۔؟

جناب والا! ان کی کارکردگی کیا ہے ؟۔

وزیر زکواۃ و عشر۔ جناب والا! میرے خیال میں یہ سرکاری ادارے ہیں۔ البتہ اگر آپ کا ذاتی ہو تو مجھے پتہ نہیں۔ لیکن ہماری لسٹ کے مطابق جو ہمارے محکمہ کے پاس ہے۔ ان سب اداروں کا تعلق حکومت سے ہے یہ سرکاری ادارے ہیں۔ میرے علم میں یہی ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب اسپیکر۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ سماجی بہبود کے اداروں پر جو رقومات خرچ ہو رہی ہیں۔ جو مصارف آ رہے ہیں۔ آیا وہ صحیح ہو رہے ہیں؟

وزیر زکواۃ و عشر۔ جی۔ بالکل صحیح ہو رہا ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ بڑی خوشی کی بات ہے۔ آپ کا ڈیپارٹمنٹ بڑا اچھا ہے۔

وزیر زکواۃ و عشر۔ آپ کی مہربانی۔ نوازش بہت بہت۔ ہمیں کم از کم سارے بلوچستان میں ایک آدمی تو ملا۔ جس نے بھر پور طور پہ ہمارے محکمہ کی تعریف کی۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ (ضمنی سوال) جناب اسپیکر۔ میں یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ اپریل سے لیکر دسمبر تک جو رقومات تقسیم ہوئی ہیں۔ اگر ان کو ضلع وار غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جو تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں جو پشتون علاقے اور پشتون اضلاع ہیں۔ وہاں غیر منصفانہ اور Lap sided تقسیم کی گئی ہے اس لئے میں معلوم کرنا چاہوں گا کہ یہ فرق کیوں ہے؟ اس کا ٹوٹل جو میں نے رف طور پر کیا ہے اس کے مطابق یہ تین کروڑ چہتر لاکھ بنتا ہے۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ پشتون علاقوں میں کل ٹوٹل صرف ستاون لاکھ ہے جو تقسیم کیا گیا ہے۔

میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ ضلع لورالائی میں تحصیل وائز تقسیم کو دیکھیں جیسا میں نے حساب لگایا اس کے مطابق میرا خیال ہے۔ وہاں ایک بٹہ چھ یا ایک بٹہ سات کا ریشو یعنی تناسب بنتا ہے کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس کا کیا پیمانہ ہے اور اس کا طریق کار کیا ہے۔ کیا پشتون علاقوں میں بلوچ علاقوں کی نسبت غربت زیادہ نہیں ہے؟ کیا پشتون اور بلوچ علاقوں میں فرق ہے؟ یا کوئی اور سبب ہے؟ اس کے بارے میں وزیر موصوف کیا بتائیں گے؟

وزیر زکواۃ۔ جناب والا! بلوچ اور پشتون علاقوں کا سوال نہیں۔ بلکہ پورے بلوچستان کا سوال ہے۔ پورے صوبہ کا سوال ہے۔ جہاں معزز رکن کو معلومات حاصل کرنے میں دقت اور دشواری پیش آرہی ہو۔ وہ میرے آفس میں آجائیں۔ میں ان کی تسلی کرادوں گا۔

جناب اسپیکر۔ اگلا سوال۔

*۲۲۶۔ میر جان محمد خان جمالی۔

کیا وزیر زکواۃ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زکواۃ فنڈ میں سے ہندو اقلیت کو بھارت میں اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے کے لئے دو لاکھ روپے کی رقم دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا زکواۃ فنڈ میں سے اقلیتوں کو ان کی مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے رقم دی جا سکتی ہے۔

وزیر زکواۃ۔

(الف) زکواۃ فنڈ میں سے اس قسم کی کوئی ادائیگی نہیں کی گئی ہے۔ اور نہ ہی ضابطہ کے تحت ایسا کرنا ممکن ہے۔

(ب) جزو (الف) کے تحت وضاحت کر دی گئی ہے۔

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر۔ اب سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

مسٹر اختر حسین خان۔ (سیکرٹری اسمبلی) سردار ثناء اللہ زہری صاحب ایم۔ پی۔ اے نے نجی مصروفیت کی بناء پر اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے آیا رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ میر محمد ہاشم شاہوانی صاحب نے نجی مصروفیت کی بناء پر آج کی تاریخ سے موجودہ سیشن تک رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔ میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب نے نجی مصروفیت کی بنا پر آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

غیر سرکاری کاروائی

مسٹر اسپیکر۔ اب غیر سرکاری کاروائی ہوگی۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ ۱۹۷۴ء میں مجوزہ ترمیم از طرف محمد سرور یہ ہے کہ قاعدہ نمبر ۱۶۰ کے ذیلی قاعدہ (۴) میں الفاظ مجلس اپنے ارکان میں سے" کے بعد الفاظ"وزیر نہ ہوں" کا اضافہ کیا جائے۔ کیا یہ ایوان محرک کو تحریک پیش کرنے کی اجازت دیتا ہے کم از کم چار پانچ اس کے حق میں ہوں۔ چونکہ ممبران اس کے حق میں ہیں۔ لہذا سرور خان اپنی تحریک پیش کریں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قاعدہ نمبر ۱۶۰ کے ذیلی قاعدہ (۴) میں الفاظ" مجلس اپنے ارکان میں سے" کے بعد الفاظ" جو وزیر نہ ہوں" کا اضافہ کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ تحریک پیش ہوئی۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب والا! میں اپنی مجوزہ ترمیم کی تائید اور حمایت حاصل کرنے کے سلسلہ میں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ اور جیسا کہ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کسی بھی جمہوری حکومت کی صفات میں سے ایک اہم بھی حقیقت ہے کہ ہر جمہوری ملک میں حکومت اپنی ہر اچھی بری کارکردگی کے لئے عوام کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کے پیش نظر دیگر جمہوری ممالک کی طرح پاکستان میں یہ روایت چلی آرہی ہے۔ کہ اسمبلی کے قواعد کے تحت کسی بھی حسابات عامہ کی کمیٹی کے چیئرمین کا تعلق حزب اختلاف سے ہوتا ہے کیونکہ اصل جمہوریت کا منبع ہی ایک مثبت سوچ کی حامل حزب اختلاف ہی ہے۔ عوام کے نظریات کی امنگوں مفادات حکومت کے برخلاف اقدامات کی نشاندہی اور اس کے خلاف آواز اٹھانا اور عوام کو باخبر رکھنا حزب اختلاف کا اولین فرض ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ان تمام منطقی روایات کے باوجود ہمارے عوامی حسابات کمیٹی کے چیئرمین کے ساتھ وزارت خزانہ کا قلمدان بھی ان کے پاس ہے۔ ظاہر ہے کہ موصوف حکومت کا نمائندہ ہونے کے ساتھ اور

حیثیت سے کمیٹی کے سامنے جوابدہ تو ہوسکتا ہے۔ لیکن اپنے اختلاف ۔۔۔۔۔۔۔

سردار محمد خان باروزئی۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ممبر موصوف لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔ اگر اس کا رواج ہے تو جناب اچھی طرح تقریریں لکھی جا سکتی ہیں۔ میں جناب کی رولنگ چاہتا ہوں۔ آیا اس ایوان میں لکھی ہوئی تقریریں پڑھی جا سکتی ہیں؟۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب اس ہاؤس میں روایت رہی ہے کہ ممبران پوائنٹس کی مدد سے تقریر کر سکتے ہیں۔ میں نے اس پر پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں۔ اور چاہتا ہوں کہ اس کی وضاحت ہو سکے۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔ آپ پوائنٹس پڑھ رہے ہیں۔ لیکن آئندہ آپ احتیاط کریں گے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب والا! میرا مقصد یہ ہے کہ ایک وزیر

خزانہ جو حسابات عامہ کمیٹی کا چیئرمین نہیں ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اسمبلی کے قواعدہ ۱۹۷۴ء کے مطابق جس میں صاف لکھا گیا ہے۔ یعنی قواعدہ نمبر ۱۶۰ کی ذیلی رقعہ ۳ کے تحت یہ صاف واضح ہے کہ قائد حزب اختلاف سے اس مجلس کا چیئرمین ہوگا۔ کسی معاملہ پر دو برابر ہونے کی صورت میں فیصلہ کن ووٹ ڈالے گا۔ حالانکہ اسی اسمبلی کے قاعدے اور قواعد کے مطابق وزیر خزانہ بلحاظ عہدہ اس کمیٹی کا ممبر ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کمیٹی میں ووٹ دینے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ تو جناب والا! اس کے بعد جب یہ اسمبلی دوبارہ ۱۹۸۵ء میں وجود میں آئی تو اس وقت بلوچستان اسمبلی میں چونکہ حزب اختلاف نہیں تھی۔ تو ان قواعد میں ترمیم کی گئی کہ کوئی بھی صوبائی اسمبلی کا ممبران کمیٹی کا چیئرمین بن سکتا ہے تو اس کے بعد اس ایوان میں فیصلہ عالیانی اس کمیٹی کی چیئرمین بنی تھیں۔ بحیثیت صوبائی اسمبلی کے بعد جب یہ اسمبلی آئی ہے یہ توقع ہو گی کہ یہ اسمبلی سیاسی پارٹیوں کی بنیاد پر منتخب ہوئی۔ اور تمام جماعتوں نے اس میں خاص کر جمعیت علماء اسلام انہوں نے لوگوں کو یہ کہا تھا کہ ہم اس صوبہ میں اسلام لائیں گے شریعت نافذ کریں گے۔ اور ایسی جمہوریت لوگوں کو دیں گے۔ جس میں لوگوں کے ساتھ انصاف ہو۔ اس کے برعکس کیا ہو رہا ہے؟ آپ خود دیکھ لیں۔ اس اسمبلی میں ہمارے وزیر خزانہ جو ہمارے مولانا صاحب ہیں۔ وہ حسابات عامہ کے چیئرمین بھی بیٹھے ہیں۔ کیا کوئی آدمی جو خود پیسے خرچ کرتا ہے کیا وہ اپنے خرچ کا احتساب بھی خود کر سکتا ہے؟

کسی دنیا کی کسی نے بھی اسمبلی میں کسی بھی جمہوریت میں یہ روایت نہیں رہی ہے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اس اسمبلی کو اپنی روایات کو قائم رکھنے کے لئے انہیں چاہیے کہ اپنی رضامندی سے اس عہدہ سے استعفےٰ دے دیں۔ اور اس حقیقت کو تسلیم کر لیں۔ اور نہ ہی کوئی اچھی مثال ہے۔ بلوچستان اسمبلی پر ہمیشہ کے لئے ایک دھبہ رہے گا کہ وزیر خزانہ حسابات عامہ کمیٹی کا چیئرمین بنا بیٹھا ہے۔

میر ہمایوں خان مری وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا! میں اپنی یاد تازہ کرونگا کہ جب میں فنانس منسٹر تھا اور جب ممبر صاحب اسپیکر تھے۔ اس وقت میں پبلک اکاونٹ کمیٹی میں ممبر تھا۔ اس زمانے میں ٹریژری بنچز بینس تھیں۔ بلکہ آزاد ممبر تھے جس دن ہمیں پرسیس کیا گیا کہ آپ آزاد ہیں۔ اور ہماری پارٹی میں آئیں۔ ہم نے کہا کہ ہمارے لوگوں نے ہمیں آزاد حیثیت سے ووٹ دیئے ہیں۔ منسٹری رہتی ہے یا نہیں رہتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے میں اپنے ذہن کو تازہ کروں۔ جس دن مجھے منسٹری سے نکالا گیا تو فنڈز بھی بند ہو گئے۔ اور بعض علاقوں میں ایڈ منسٹریٹرز کی بجائے Paramilitary نے بھی move مووکیا تھا میں تھوڑا سا۔۔۔

جناب والا! جب مجھے وزارت خزانہ سے نکالا گیا۔ فنڈ بھی بند کر دیئے گئے۔

اور پیرا ملٹری فورسز بھی میرے خلاف تعینات کر دی گئیں۔ ظاہر ہے میں صحیح طور پر فرائض سرانجام نہیں دے سکتا تھا۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب والا! میں نے گذشتہ پارلیمنٹ کا جوائنٹ سیشن دیکھا تھا۔ اس میں جناب صدر مملکت غلام اسحاق خان نے فرمایا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے جو حاکم علی زرداری ہیں وہ پبلک اکاونٹ کمیٹی کے چیئرمین نہیں بن سکتے۔ یہاں تو دعوے کئے جاتے ہیں کہ ہم جمہوریت کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ہم جمہوریت کے اصولوں کی پاسداری کر رہے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ صحیح ہے۔ یہ کہاں کی روائیت ہے کہ مولانا صاحب خود وزیر خزانہ ہیں۔ اور خود خرچ کرتے ہیں اور خود حساب کتاب چیک کرتے ہیں۔ تو وہ کیسے محاسبہ کر سکتے ہیں۔ جب وہ خود خرچ کرنے والے ہیں۔ وہ ایک عالم ہیں اور جیسا کہ وہ بہت اچھے نعرے لگاتے ہیں کہ ہم شریعت نافذ کریں گے۔ اسلام لائیں گے۔ ان کی پارٹی کے منشور ہیں۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ وہ پی اے سی کے چیئرمین کی حیثیت سے رضامندی سے مستعفی ہو جائیں۔ وہ ایک اچھی روائیت قائم کریں۔ بجائے اس کے کہ وہ اس سے چمٹے رہیں۔ کیونکہ وہ حزب اقتدار میں ہیں۔ ان کا حق نہیں ہے۔ یہ غلط بات ہے اسلام اپنی جگہ پر ہے وہ ایک اچھا مذہب ہے۔۔۔۔۔۔

میر جان محمد جمالی۔ جناب والا! ملک محمد سرور خان کاکڑ اس تحریک کے محرک ہیں۔ ان کو نہ روکا جائے۔ اس کو دل کی بھڑاس نکالنے دیں۔ آپ ان کی بات سن لیں۔

جناب اسپیکر۔ ملک سرور خان کاکڑ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب والا! اس کے برعکس آپ جائزہ لیں تو میں نواب محمد اکبر خان بگٹی کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اپنے ذاتی مزاج کے برعکس انہوں نے اسمبلی میں اچھی روایات کی بالادستی قائم رکھی ہے۔ یہ قابل تقلید مثال ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ اس اسمبلی میں مختلف مزاج رکھنے والی کئی پارٹیوں سے مخلوط حکومت قائم ہے۔ لیکن اگر آپ گذشتہ سال کی کارکردگی دیکھیں تو نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب نے اس حکومت کو نہایت توازن سے چلایا ہے۔ کبھی بھی انہوں نے جمہوریت کے اصولوں کے خلاف کام نہیں کیا ہے۔ انہوں نے منتخب نمائندوں

کو بجا طور پر عزت و احترام دیا ہے ۔ جو پہلے کبھی نہیں تھا۔ پہلے بھی یہاں عوامی نمائندے رہے ہیں۔ مگر انہوں نے موجودہ نمائندوں کو بہت عزت دی ہے۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے جو مولوی صاحب جمہوریت کے نام پر بد نما دھبہ بنے بیٹھے ہیں۔ وہ استعفیٰ دے دیں۔ یہ اسلام اور شریعت کے خلاف قدم ہے۔ جب ہم دوسرے لوگوں کے سامنے مثال دیتے ہیں کہ ہم اسلام کی پابندی کر رہے ہیں۔ تو پھر یہ ایک بری روائیت ہے بری بات ہے۔ جس کی وہ خود پابندی نہ کریں۔ میں کہتا ہوں کہ مولانا صاحب اس کرسی کو از خود چھوڑ دیں اور اسمبلی میں اچھی روائیت قائم کریں۔ میں تمام ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قاعدے میں ترمیم کرکے اس تحریک میں میرا ساتھ دیں۔ اور اسے پاس کرائیں۔

جناب اسپیکر۔ مولانا محمد اسحاق خوستی صاحب۔

مولانا محمد اسحاق خوستی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب اسپیکر! میں معزز ممبر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس قاعدہ نمبر ۱۶۰ کا حوالہ انہوں نے دیا ہے۔ اس میں کہاں لکھا ہے کہ ایک منسٹر اس کا چیئر مین نہیں رہ سکتا۔ یا رکن نہیں

رہ سکتا۔ اگر آپ کے پاس رولز ہیں کہ ایک وزیر جبیئر مین نہیں رہ سکتا تو ٹھیک۔ ورنہ ان کو اس میں ترمیم کرنے کی کیا ضرورت پڑی ہے۔ جبکہ قواعد موجود ہیں۔

مگر سرور صاحب اس سے کچھ اور آگے بڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے ہماری پارٹی کا نام تمسخر سے لیا۔ انہوں نے شریعت کا نام تمسخر سے لیا ہے۔ شریعت ہمارا ایمان ہے اسلام ہمارا دین ہے۔ انہیں چاہیئے آئندہ کے لئے ایسے الفاظ استعمال نہ کریں۔ اور جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔ واپس لیں۔ اپنے الفاظ پر معذرت کریں۔ ان کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ترمیم لائے ہیں۔

میر جان محمد خان جمالی جناب اسپیکر! جو سرور خاں صاحب ترمیم لائے ہیں۔ آپ اس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ تاکہ وہ اس مسئلے کو دیکھ لے۔ اور اس کا حل پیش کرے۔ روائتیں جمہوریت میں بڑی کار آمد ہوتی ہیں۔ یہ سب مدنظر رکھتے ہوئے کمیٹی میں آپس میں بحث کر لی جائے۔ تاکہ مشاورت کر کے ترمیم دی جا سکے۔ ترمیم بھی وزن دار ہے۔ بات بھی وزن دار ہے۔ اور کمیٹیاں بھی وزن دار ہیں۔ اس لئے آپ اس ترمیم کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

مولانا عصمت اللہ وزیر خزانہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب اسپیکر ۔ معزز رکن نے جو ترمیم اپنی تحریک میں پیش کی ہے ۔ اور انہوں نے جمہوریت کی اور جمہوری روایات کے حوالے سے اپنی تقریر میں جو کچھ فرمایا میں اس بنیاد پر اس کی مخالفت کر رہا ہوں کہ پی اے سی یعنی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا کام محاسبہ کرنا ہے ۔ اور محاسبہ کا عمل ہمارے ملک میں یا کسی بھی ملک میں ہوتا رہتا ہے ۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اس عمل کو پس پشت ڈالا گیا ہے ۔ اور اسی وجہ سے ہمارے ملک میں کرپشن Corruption جس انداز سے ہو رہی ہے ۔ اس سے ہر شہری پریشان ہے ۔ انہوں نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ یہ کمیٹی حزب اختلاف سے ہونی چاہیئے ۔ انہوں نے اپنی تحریک میں یہ نہیں کہا ہے کہ حزب اختلاف کا آدمی ہو ۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ اس کا چیئرمین منسٹر نہ ہو ۔ حالانکہ روایت یہ رہی ہے کہ اس کا تعلق حزب اختلاف سے ہوتا ہے ۔ اس لحاظ سے یہ ایک اچھی روایت رہی ہے ۔ اور دیکھا جائے تو حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والا پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین حکمران پارٹی کا محاسبہ اچھے طریقے سے کر سکتا ہے ۔ لیکن بدقسمتی سے اس اچھی روایت کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک میں یہ روائیت بھی چلی آرہی ہے ۔ اب ہماری حکومت کے سامنے اس وقت جو آدمی

رپورٹس پیش ہو رہی ہیں۔ ان کا تعلق ۱۹۷۵ سے ہے یعنی ۱۹۷۵ کی آڈٹ رپورٹوں پر بھی بحث جاری رہے۔ جبکہ ۸۶، ۱۹۸۵، ۱۹۸۴ کی سے آڈٹ رپورٹیں زیر بحث ہیں۔ اور وہ خان صاحب کا دور حکومت تھا۔ اور جب ہم اس نہج پر پہنچیں گے تو یقیناً اس وقت یہ موجودہ حکومت بھی نہیں رہے گی۔ اس روایت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس وقت یہ ممبر اس حزب سے نہ ہو جس سے محاسبہ کا عمل متاثر ہو سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ حزب اختلاف کے نام کا سہارا لے کر اور جمہوریت کے نام کا سہارا لے کر قومی خزانہ اور قومی دولت کا خانہ خراب کرنے والے ان اشخاص اور افراد کے اعمال پہ بحث ہو رہی ہے تو آپ بتائیں کہ آپ چیئرمین کس کو بنائیں گے؟ جناب والا! یہ تو تھی ایک بات۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ انسانی سچائی پاک دامنی سے بھی اس کا تعلق ہے۔ چاہے وہ منسٹر ہو یا حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہو یا حزب اقتدار سے اس کا تعلق ہو، لیکن اس کا دامن صاف ہو وہ دیانت دار ہو۔ جناب والا! حکومت کے اندر بھی اس انداز سے دیانت دار ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے اس وقت کمیٹی کا چیئرمین وہ آدمی بن سکتا ہے جو اس سے قبل قومی اسمبلی میں نہیں رہا اور نہ ہی صوبائی اسمبلی کا ممبر رہا ہے۔ علاوہ ازیں وہ نہ ہی لوکل کونسل کے ادارے کا رکن یا چیئرمین رہا ہے اور نہ ہی اس کا حکومت کی دولت سے کسی قسم کا تعلق رہا۔ کمیٹی میں اب جو بحث ہو رہی ہے۔ اور

جو رپورٹیں اس وقت زیر بحث ہیں۔ وہ ایک دو یا تین سالوں کے اندر زیر بحث آئیں گی اور وہ یہ رپورٹیں ہونگی جو سابقہ دور حکومت کی ہونگی۔ جو اس میں زیر بحث آئیں گی۔ ان کیسز (cases) کے بارے میں کون سا آدمی ہے جس کا حکومت سے تعلق نہیں رہا۔ وہ اچھے طریقے سے بحث کر سکتا ہے۔ جناب والا! میں کہتا ہوں روایات بدلی جا سکتی ہے ہیں۔ لیکن قانون بن جائے تو اس کو نہیں بدلا جا سکتا۔ اور اگر یہ فیصلہ ہو جائے اور قانون بن جائے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین منسٹر نہ ہو تو کبھی ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جب کمیٹی کی رائے ہو کہ حزب اختلاف اچھا محاسبہ کر سکتی ہے۔ اور کمیٹی فیصلہ کر سکتی ہے۔ اور اس کی کارروائی میں ہو سکتی ہے جناب اسپیکر، سابقہ حکومت کے کیسز (cases) جب تک موجود ہیں جو کیسز (cases) ہمارے پاس پڑے ہوئے ہیں وہ پانچ چھ سالوں بعد کمیٹی کے سامنے آئیں گے۔ ابھی سارے کے سارے کیسز (cases) سابقہ دور حکومت سے تعلق رکھتے ہیں ۱۹۷۵ء کے کیس بھی ابھی تک زیر بحث ہیں۔ آڈٹ رپورٹوں کی روشنی میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اور افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے کا غبن ہوا ہے۔ ۱۹۷۵ء سے لیکر اب تک کوئی محاسبہ نہیں ہو سکا۔ خان صاحب کا کہنا ہے کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین کا تعلق حزب اختلاف سے ہو۔ ۱۹۷۵ء سے لے کر ۱۹۸۹ء تک یہ کیسز کس طرح پینڈنگ

یں رہے ؟ میں معزز ایوان کے سامنے یہ گذارش کروں گا کہ روایات بدلی جا سکتی ہیں ۔ لیکن قانون اگر بنایا جائے تو اس کو ہم نہیں بدل سکتے۔ اس بات کا سہارا لے کر یا حزب اختلاف کا سہارا لے کر کہ کمیٹی کا چیئرمین منسٹر نہ ہو اس عمل کو غیر موثر کیا جا سکتا ہے میرے خیال میں یہ قانون نہ بنایا جائے ۔ بلکہ یہ بات آپ وقت پر اور کمیٹی پر چھوڑ دیں اگر وہ محسوس کرے کہ اس کے چیئرمین کا تعلق حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہو ۔ جو اس کی رائے میں اچھے طریقے سے محاسبہ کر سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں یہ قانون بنانا کہ منسٹر نہ ہو دیدہ دانستہ یہ عمل غیر موثر ہوگا ۔ لہذا محاسبہ کے عمل کو مؤثر بنانے کے لئے ایسی کوئی ترمیم نہ لائی جائے اور میری گذارش ہے کہ اسی عمل کو آگے بڑھایا جائے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

جناب اسپیکر ۔ مولوی صاحب ۔ جان محمد خان جمالی صاحب کی ترمیم آئی ہے کہ اس معاملے کو پریویلیج کمیٹی کو پیش کیا جائے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ! یہ ابھی تک منظور نہیں ہوئی اس پر بحث ہو رہی ہے اس ترمیم کی کیا ضرورت ہے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب اسپیکر۔ پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے فلور آف دی ہاؤس پر محرک کے ساتھ ساتھ چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو بھی اس موضوع پر اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا تاکہ وہ اپنے خیالات ایوان کے سامنے لائیں اگرچہ ٹریژری بینچز (Treasury Benches) کے ممبر بند کمرے میں بیٹھ کر آپس میں اس بات کا فیصلہ کر لیتے تاہم ہم نے یہ بہتر سمجھا کہ فلور آف دی ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ دونوں طرف سے نقطہ نظر سامنے آئے چیئرمین پی اے سی نے اپنی بات کی وضاحت کی ان کی بات میں حقیقتاً وزن ہے میرے خیال میں اس معاملے کو طے کرنے کے لئے یہ بہتر ہوگا۔ کہ اس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ تاکہ وہاں بیٹھ کر ایسی ترمیم لائیں کہ کمیٹی کے منسٹر بھی موجود ہوں۔ ایم پی اے صاحبان موجود ہوں تاکہ وہ خوش اسلوبی سے کوئی بات طے کریں اور یہ ایوان دیکھے کہ کمیٹی کی سفارشات اپنالی جائیں۔ اگر مزید چند الفاظ مولوی صاحب کی وضاحت کی روشنی میں ریکمنڈ (Recommend) کرنا چاہے تو کرے۔ لہذا میں اس معزز ایوان میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس معاملہ کو متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ اول تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے کے متعلق یہ صاف بات ہے اسے کوئی اسٹینڈنگ کمیٹی کی ضرورت نہیں مولوی صاحب کو خود اس اصول کو تسلیم کرنا چاہیے۔ اور خود ہی وہ مستعفی ہو جائیں یہ بہتر ہو گا اور اگر وہ مستعفی نہیں ہوتے ہیں تو اسے اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنا اسمبلی کی مسلمہ روایات کے خلاف اور بالکل غلط ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کرنے کی بجائے اس پر ہاؤس میں ووٹ کرائیں۔

جناب اسپیکر۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ اسے Privilige Committe کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میرے خیال میں وہ اسمبلی کے قواعد وضوابط سے پوری طرح واقف نہیں ہیں۔ ان کا موشن غلط ہے اگر وہ موشن پیش کرنا چاہتے ہیں تو دوبارہ پیش کریں ورنہ ان کی مرضی یہ معاملہ صاف ہے۔ جیسے کہ میں نے پہلے بھی کہا اسے کسی اسٹینڈنگ کمیٹی میں لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں نے Privilige Committe

کمیٹی کا ذکر نہیں کیا تھا بلکہ میں نے متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹی کا کہا تھا۔ میں رول نمبر ۲۳۳-۳۴ ۱ کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب اسپیکر۔ بہت اچھا ہوا۔ ہم نے بہت کچھ سنا۔ سرور خان صاحب ہمارے گرو یعنی استاد ہیں۔ ہم ان سے سبق لے رہے ہیں۔ وہ اسمبلی کے اسپیکر بھی رہے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ سردار باروزئی صاحب۔

سردار محمد خان باروزئی۔ جناب اسپیکر۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جاندار اور وزن رکھنے والی ترمیم ہے۔ جیسے متعلقہ کمیٹیوں کو سپرد کرنے کی ضرورت باقی ہو بہت ہی آسان قسم کی ترمیم کہ وزیر اس کا چیئرمین نہ ہو محرک صرف یہ چاہتے ہیں۔ اب اس کو اگر آپ متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں جتنی بحث ہوئی ہے ساری ضائع جائے گی۔ بہت ہی چھوٹی جیسی بات ہے۔ لیکن چونکہ آپ ایک موشن پیش کر چکے ہیں۔ اور لا، اینڈ پارلیمنٹری افیئرز کے

وزیر صاحب نے موشن دے دیا ہے کہ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس کو اب رولز اینڈ ریگولیشن کے تحت اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اس پر بحث ہوگی۔ یہ بلا وجہ ایک لمبی بات ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ منسٹر لار اینڈ پارلیمنٹری افیئرز سے کہ وہ اس ترمیم کو واپس لیں۔ اس ہاؤس کے پاس کوئی وزنی ایجنڈہ نمٹانے کے لئے نہیں ہے ابھی اس پر اس کے حق میں اور مخالفت میں بات ہو سکتی ہے۔ اور اس کے بات اسپیکر صاحب کے پاس یہ موقع آجاتا ہے۔ کہ وہ سوال اس بات پر Put کریں۔ کہ یہ ترمیم منظور ہے۔ یا نہیں۔ اگر مجھ کو اس کی آزادی ہوتی تو میں موقعہ سے پہلے ہی فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے Against یا Pro خیالات کا اظہار کرتا مگر میں چاہتا ہوں کہ یہ میرے حقوق میں ہے۔ پورے ہاؤس کے مفاد میں ہے۔ کہ جناب سختی سے رولز اینڈ ریگولیشن کا خیال رکھیں۔ اور ان کی پابندی کریں۔ میں اس بات کی مخالفت کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اور یہی کہتا ہوں کہ آج ہی اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! پچھلے اجلاس میں میں نے اس طرف سے یہ گذارش کی تھی کہ تحریک کے ذمہ سے اسٹینڈنگ کمیٹی کی (Purview)

سے نکالا جائے۔ رول نمبر ۸۴ کے تحت اس طرف کی بنچیز سے جمہوریت کی باتیں ہوئیں، اور روایات باتیں ہوئیں۔ اور یہ زور دیا گیا کہ رولز کے مطابق اسٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جائے۔ تو ہم نے ان روایات کو پارلیمانی آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مانا اور ہم نے وہ بل اسٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجوا دیئے۔ اب جب میں کہہ رہا ہوں کہ اسٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جائے تو اس کی مخالفت ہو رہی ہے کہ نہ بھیجا جائے۔ ہم تو رولز اینڈ ریگولیشن کی پابندی کر رہے ہیں۔ تو میں درخواست کرونگا کہ اس معاملے کو نمٹاتے ہوئے اسٹینڈنگ کے حوالے کر دیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ چونکہ وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اس معاملے کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ جو ممبران اس کے حق میں ہوں وہ ہاں کہیں۔

جناب اسپیکر۔ اکثریت چونکہ اس کے حق میں ہیں۔ لہذا اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اب یہی قرار دادیں، چونکہ عنایت اللہ خان بازئی رخصت پر ہیں۔ لہذا میر جان محمد خان اپنی قرارداد نمبر ۲۰ پیش کریں۔

قرار دادیں۔

میر جان محمد خان جمالی۔

جناب والا ! آپ کی اجازت سے یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ چونکہ ملک کے اہم ترین شہروں، پشاور اور لاہور میں جو صوبائی صدر مقام بھی ہیں۔ حج کی سعادت حاصل کرتے والے حجاج کی سہولت کے لئے براہ راست حج پروازوں کے انتظامات موجود ہیں۔ جبکہ بلوچستان کے عوام اس سہولت سے محروم ہیں لہذا بلوچستان کے عوام کی سہولت کے لئے کوئٹہ جیسے اہم شہر سے بھی براہ راست حج پروازوں کا انتظام کیا جائے ۔۔

جناب اسپیکر۔

قرار داد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے

کہ چونکہ ملک کے اہم ترین شہروں پشاور اور لاہور میں جو صوبائی صدر مقام بھی ہیں حج کی سعادت حاصل کرنے والے حجاج کی سہولت کے لئے براہ راست حج پروازوں کے انتظامات موجود ہیں۔ جبکہ بلوچستان کے عوام اس سہولت سے محروم ہیں۔ لہذا بلوچستان کے عوام کی سہولت کے لئے کوئٹہ جیسے اہم شہر سے بھی براہ راست حج پروازوں کا انتظام کیا جائے

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب والا! میری قرار داد کی اردو انہوں نے اپنی مرضی سے بنا دی ہے۔ جس سے مجھے خود مشکل پیش آرہی ہے۔ اگر کہیں تو زبانی کہہ دیتا ہوں۔ مقصد اس تحریک کا یہی ہے کہ کوئٹہ سے بھی حجاج کی سہولت کے لئے حج پروازیں چلائی جائیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا! محرک اپنی قرار داد جن الفاظ میں لانا چاہتے ہیں۔ وہ وہی الفاظ ہونے چاہیں۔ جو قرار داد میں درج ہیں

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب والا! میں وضاحت کر رہا تھا کہ اس میں چھوٹی "ی" اور بڑی "ے" کا فرق پڑ گیا ہے۔

جناب والا! دوسرے صوبوں میں حج پروازوں کے انتظامات موجود ہیں۔ جبکہ بلوچستان کے لوگ اس سہولت سے محروم ہیں لہٰذا بلوچستان کے عوام کی سہولت کے لئے کوئٹہ جیسے اہم شہر سے بھی براہ راست حج پروازوں کا انتظام کیا جائے۔ اس میں تو میرے کسی بھائی کو اعتراض نہیں ہوگا۔ میں صرف اس میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ حجاج کرام کی سہولت کے لئے حاجی Camps بھی بنائے جائیں یہ Camps کوئٹہ میں بنائے جائیں تاکہ حجاج کو اور سہولتیں مہیا ہوسکیں۔ میں ایوان سے یہ گذارش کرونگا کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت اپنی یہ بات منوائیں۔ میرے دوست صابر علی بلوچ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ وہ پی آئی اے کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ہمارے بلوچستان کی طرف سے نمائندے ہیں۔ وہ موجود ہوتے تو شاید ہمارے لئے اور بہتر ہوتا۔ وہ ہمارے لئے ایسی جائز سہولتیں جلد سے جلد حاصل کریں۔ شکریہ۔

وزیر حج و اوقاف۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے۔ اس کی وضاحت میں کرونگا کہ کوئٹہ میں حالیہ حج کانفرنس ۲۶۔ اور ۲۷ ستمبر کو منعقد ہوئی تھی جس میں مرکزی وزیر خان بہادر صاحب بھی شریک تھے۔ جن کے سامنے ہم نے یہ تجویز رکھی تھی کہ بلوچستان یعنی کوئٹہ سے حج پروازیں براہ راست شروع کی جائیں۔ انہوں نے

پہلے ہم سے یہ وعدہ کیا کہ اس کے متعلق بہت جلد آپ کو جواب دیں گے اور ہمیں یہ یقین دلایا گیا کہ انشاءاللہ یہاں سے حج پروازوں کا انتظام ہوگا۔ لیکن بعد میں انہوں نے ہمیں یہ اطلاع دی یہ پروازیں شروع نہیں کی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ اس کے لئے انتظامیہ کو بہت مشکلات ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے ان سے پھر رجوع کیا ہے۔ اور میں اپنی طرف سے بھی یہ کوشش کرتا رہا ہوں کہ ہمارے صوبے سے حاجیوں کے لئے براہ راست پروازیں ہوں بہت تھوڑے دنوں میں ایک بار پھر ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ وفاقی حکومت سے ہماری بات چیت چل رہی ہے۔ میں ان سے پھر ایک بار رابطہ قائم کرونگا۔ کہ یہاں سے پروازیں شروع کردی جائیں۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ کیا قرارداد نمبر ۳۰ کو منظور کیا جائے؟

(قرارداد منظور کی گئی)

قرارداد نمبر ۳۱

جناب اسپیکر نواب محمد اسلم رئیسانی اپنی قرارداد نمبر ۳۱ قرارداد پیش کریں

نواب محمد اسلم خان رئیسانی۔ جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مستونگ کی آبادی، زراعت اور دیگر شہری مسائل کے فوری حل کے لئے مستونگ کے عوام کی دیرینہ اور جائز مطالبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مستونگ کو ضلع کا درجہ دیا جائے

جناب اسپیکر۔ قرار داد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مستونگ کی آبادی زراعت اور دیگر شہری مسائل کے فوری حل کے لئے مستونگ کے عوام کی دیرینہ اور جائز مطالبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مستونگ کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔

جناب اسپیکر اپنی قرار داد کے متعلق ممبر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔؟

نواب محمد اسلم رئیسانی۔ جناب اسپیکر! میں نے پہلے بھی اپنی قرار داد کے ذریعے یہ گذارش کی تھی کہ مستونگ سب ڈویژن کے عوام کا یہ دیرینہ مطالبہ ہے کہ اسے ضلع کا درجہ دیا جائے۔ اور یہی چیز میرے خیال میں ۱۹۸۵ء سے پہلے سے کہی جا رہی ہے۔ کہ اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ الیکشن کے دوران کہ ہمارے پی این اے اور جے یو آئی کے ساتھیوں نے بھی وہاں کے عوام کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ آواز اٹھائیں گے اسے ضلع کا درجہ دیں گے۔ اور مستونگ کے عوام کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کی پاسداری نہیں کی۔ میں اس حلقے سے بطور آزاد ممبر منتخب ہو کر آیا ہوں اور لوگوں نے مجھے منتخب کیا ہے۔ اب میں اس ایوان کا رکن ہوں۔ اور پی این پی کا ممبر ہوں۔ میں مستونگ کے عوام کے دیرینہ مطالبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ اس قرار داد کو متفقہ

طور پر منظور کریں۔ اور جو آپ نے ان سے وعدے کئے تھے۔ آپ ان کو مت بھولیں جیسا آپ نے کہا تھا جب ہم حکومت میں آئیں گے۔ اس کو ضلع کا درجہ عطا کریں گے اگر مستونگ ضلع بن جاتا ہے۔ تو اس سے قلات سب ڈویژن کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ قلات بھی ضلع کے درجہ حاصل کر سکے گا۔ میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ اس قرارداد کو منظور کریں اور جب تک آپ اس کو منظور نہیں کریں گے۔ میں قواعد کے مطابق ہر چھ ماہ بعد پیش کرتا رہونگا۔ آپ مہربانی کریں کہ اس غریب عوام کے دیرینہ مطالبہ کو مدنظر رکھیں اور منظوری دیں مجھے مت دیکھیں کہ میں کس پارٹی کا ہوں ان لوگوں کو دیکھیں۔ جن کا یہ دیرینہ مطالبہ ہے اور آپ نے اخبارات میں بھی بی این ایم اور بی این اے کے ساتھیوں کے بیانات دیکھے ہونگے۔ جناب کی نظر سے گذرا ہوگا کہ انہوں نے ضلع دینے کی بات کی ہے آپ ان جماعتوں کے جذبات کا بھی خیال رکھیں۔ میرے۔ جذبات کا بھی خیال رکھیں اور دیگر جماعتوں کے جذبات کا بھی خیال رکھیں۔ آپ سے گذارش کی جاتی ہے کہ ان تمام حالات کو مدنظر رکھ کر قبول کریں۔

جناب اسپیکر۔ بارو زئی صاحب!

سردار محمد خان باروزئی۔ جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کی مکمل تائید اور حمایت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے اور ہاؤس کے غور فکر کے لئے یہ بات یہاں دھرانا چاہتا ہوں ظاہر ہے ہاؤس کو تو اپنی ذمہ داریوں کا تو

احساس ہے۔ میں صرف دھراتے کی زحمت دونگا کہ ہر حلقہ انتخاب سے الیکشن جیتنے کے بعد جو بھی معزز ممبر اس ایوان تک پہنچا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ معزز ترین شخص ہے۔ جسے اس حلقے کے لوگوں نے نمائندگی کا اختیار دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے محرک کا بھی یہ حق بنتا ہے کہ وہ اس علاقے سے منتخب ہوکر آئے ہیں۔ وہ اس علاقے کے مسائل کو پیش کریں، اور اس علاقے کی ضروریات کو ان کی بہبود کے لیے اس علاقے کی ترقی کے لیۓ جو یہ بات کریں۔ اس معزز ایوان کو اس بات کی قدر دینی چاہیے۔ اس کو وزن دینا چاہیئے۔

جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کرونگا کہ اس بلوچستان میں ایسی مثالیں اور ایسی نظیریں موجود ہیں کہ پہلے بھی اضلاع بنائے گئے ہیں۔ میں اپنے ضلع کی مثال دونگا۔ میرا ضلع بھی ایک سب ڈویژن پر مشتمل ہے جسے ضلع کا درجہ دیا گیا ہے اس کے بعد ضلع زیارت کا ذکر کرونگا جو ایک سب تحصیل پر مشتمل ہے اسے بھی ضلع بنادیا گیا ہے۔ ایسے نظائر موجود ہیں مثالیں موجود ہیں کہ چھوٹی جگہوں کو بھی ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ ٹھیک ہے خود مستونگ شہر بڑی جگہ نہیں ہے۔ لیکن مستونگ کے گرد و نواح اور اس کے مضافات بڑے سرسبز ہیں اور گنجان آباد علاقے ہیں وہاں کی آبادی زیادہ ہے جب ایک سب تحصیل ضلع بن سکتی ہے۔ ایک سب ڈویژن

کو ضلع بنایا جا سکتا ہے۔ تو وہی کیفیت مستونگ کی ہے مستونگ بھی ایک سب ڈویژن پر مشتمل ہے۔ وہ ضلع کیوں نہیں بنایا جا سکتا۔ میں آپ کا زیادہ وقت ضائع کئے بغیر عرض کرونگا کہ آپ اس پر غور کرلیں۔ مجھے پتہ نہیں ہے۔ کہ میں ان الفاظ کے ساتھ ایوان کو بھی قائل کر سکا ہوں یا نہیں۔ بہرحال میں اس کی مکمل تائید اور حمائیت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ میر جان محمد خان جمالی!

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب والا! میں جو الفاظ کہنا چاہتا تھا وہ تو بارو زئی صاحب نے کہہ دیئے ہیں۔ انہوں نے زیارت اور سبی کی بات کر دی ہے ہمارے بھی ایک ضلع سے دو ضلع بنے ہیں۔ تمبو اور جعفر آباد۔ اب کچھی والے اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ وہ بعد میں دیکھیں گے۔ جناب والا! میں اس قرارداد کی مکمل تائید اور حمائیت کرتا ہوں،

جناب اسپیکر۔ سردار بشیر ترین صاحب!

سردار شیر خان ترین وزیر زکواۃ وعشر - جناب والا ! میں بھی ایک گذارش کرونگا کہ جس حلقے سے میں منتخب ہوا ہوں وہاں بھی ایسے علاقے ہیں جن کو ضلع کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ وہاں ساتھ میں ایک علاقہ چمن کا ہے جو نہایت اہمیت کا حامل ہے وہاں آبادی زیادہ ہے اس کا بھی حق ہے کہ اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں کا بھی مطالبہ ہے چمن کے متعلق میں یہ کہونگا کہ آپ اس پر بھی غور کریں۔

جناب اسپیکر - کیا آپ اس قرار داد کی تائید وحمایت کر رہے ہیں۔ یا مخالفت کر رہے ہیں۔ آپ تو موضوع سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی - جناب والا ! وزیر صاحب غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں۔ کیا وہ ضلع پشین کو دو ضلعوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں ؟ اس کے لئے وہ ایک قرار داد کے ذریعے اس ایوان سے رجوع کریں۔ کیا وہ میری قرارداد

کی حمایت کرتے ہیں۔ اور اگر مخالفت کرتے ہیں تو اس کی بات کریں۔ وہ تو زیر بحث قرار داد سے ہٹ کر بات کر رہے ہیں۔

وزیر زکواۃ و عشر۔ جناب والا! اگر یہ قرار داد منظور ہو جاتی ہے تو اس کے بعد ہم بھی قرار داد پیش کریں گے۔ اور وہ بھی اس ہاؤس سے منظور ہو گی۔ اس کے بعد ہم سوچیں گے۔

نواب محمد اسلم رئیسانی۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! وزیر موصوف نے نہ حمایت کی۔ اور نہ مخالفت کی ہے۔ وہ واضح الفاظ میں حمایت کریں یا مخالفت کریں۔ کیا میں ان کی اس تقریر سے یہ تاثر لوں کہ انہوں نے اس کو ریفریجیٹر کے سرد خانے میں ڈال دیا ہے دیکھتے ہیں کب تک وہ اس کو سرد خانے میں ڈالتے ہیں اور ہم کب تک اس کو گرم رکھ سکتے ہیں۔

میں آپ سے پھر ایک دفعہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ اب اس کو منظور کر لیں یہ مستونگ کے عوام کا دیرینہ مطالبہ ہے۔

جناب اسپیکر۔ سرور خان کاکڑ۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب والا! یہ قرارداد تو پچھلے اجلاس میں بھی پیش ہوئی تھی مگر منظور نہ ہو سکی تھی۔ لہٰذا اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے تحت یہ دوبارہ پیش نہیں ہو سکتی ہے اور آپ آج اس پر دوبارہ بحث نہیں کرا سکتے ہیں کیونکہ یہ پہلے منظور نہیں کی گئی تھی۔ لہٰذا آج اس پر پھر بحث نہیں ہو سکتی ہے۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی۔ جناب والا! آج مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ سرکاری بنچوں پر ایک اپوزیشن کی بنچ مختص کر دی گئی ہے۔ جس پر سرور خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو بھی مسئلہ آتا ہے وہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں میں سرور خان صاحب سے گذارش کرتا ہوں کہ اس طرح مت کریں۔ جب میں نے زمینداروں کے مسائل اس ایوان میں پیش کیے۔ انہوں نے مخالفت کی آج میں نے

قرار داد پیش کی ہے وہ اس کی بھی مخالفت کر رہے ہیں ان کی حکومت کی طرف سے جو تحریک آتی ہے۔ وہ اس کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ وزیر قانون کی وہ مخالفت کرتے ہیں۔ میری گذارش ہے کہ وہ اس طرح نہ کریں اور اس قرار داد کی حمائیت وتائید کریں۔

میر عبدالمجید بزنجو وزیر مال ۔ جناب اسپیکر۔ میں اس قرارداد کی مخالفت اس بات پر کرتا ہوں کہ گذشتہ سال بھی اس طرح کی قرار داد ایوان میں پیش کی ہوئی تھی۔ جس کے جواب میں گذارش کی گئی تھی کہ نئے اضلاع بنانے کے بعد زیادہ اخراجات درکار ہوتے ہیں جو نئے اضلاع بنائے گئے ہیں پچھلے سالوں کے دوران ان کی حالت بھی اب تک درست نہیں حکومت کو وسائل درکار ہیں کہ ان کو مکمل طور پر دفتری اور رہائشی سہولیات مہیا کرے۔ لیکن مذکورہ سہولت مہیا نہیں کی جاسکتی اور اس کی وجہ وسائل کی کمی ہے۔ لہذا ان حالات میں نیا ضلع قائم نہیں کیا جاسکتا۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی ۔ جناب اسپیکر۔ کچھ گذارشات کی اجازت چاہتا ہوں۔ وزیر موصوف نے فرمایا وسائل کی کمی ہے۔ جناب والا! ہمیں کاغذی

طور پر ہی سہی جس طرح اسے ڈی پی کے لئے پچاس لاکھ روپے دیئے گئے۔ اگرچہ اب تک ایک پیسہ بھی نہیں ملا۔ اور کام نہیں ہوئے۔ سب ڈویژن قلات اور سب ڈویژن کچھی کے ساتھ گذشتہ سال کی طرح پچاس لاکھ روپے دیئے جاتے ہیں۔ میں یہی پیسے مستونگ کو ضلع بنانے کے لئے ان کے حوالے کرتا ہوں۔ اور کچھ رقم پچاس لاکھ روپے وہ اپنی طرف سے دے ڈالیں اور مستونگ کو ضلع کا درجہ دیدیا جائے۔ جناب اسپیکر وہاں ریاست کے زمانے سے ہی رہائشی سہولتیں موجود ہیں۔ رہائش کی کمی نہیں بلڈنگز بنانے کے لئے بنیادوں ڈھانچہ یعنی Infra structure دستیاب ہیں۔ جیسا میں نے کہا اگر وسائل کی کمی ہے تو میں اپنے پچاس لاکھ روپے ان کو دے دیتا ہوں اس کو وہ اس مقصد کے لئے استعمال کریں۔

وزیر مال۔ جناب والا! اگر ہر ممبر اپنے حلقے کو ضلع بنانا چاہتا ہے تو میں سمجھتا ہوں اس میں غیر ترقیاتی اخراجات کافی پڑھیں گے۔ میں معزز رکن سے گذارش کرونگا کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی۔ جناب اسپیکر۔ میں اپنی اس قرارداد

پر زور دیتا ہوں کہ مستونگ سب ڈویژن کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ یہ اپنا بوجھ خود برداشت کر سکتا ہے۔ اس کا رقبہ دو ہزار مربع میل ہے۔ یہ بہت بڑا علاقہ ہے ایک طرف اس کے بارڈر نارواڑ اور کوئٹہ سے ملتے ہیں اور دوسری جانب اس کی باؤنڈری ضلع چاغی قلات سب ڈویژن سے ملتی ہیں۔ جبکہ تیسری جانب یہ سب ڈویژن سبی اور کچھی سب ڈویژن سے ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مستونگ سب ڈویژن میں قدرتی معدنیات ہیں۔ اس کے فلورائیٹ کے ذخائر ہیں۔ اس کی اپنی سبزیاں اور پھل ہیں جن کے سبب یہ ضلع اپنا بوجھ برداشت کر سکتا ہے۔ جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ سب ڈویژن کو ضلع بنایا جائے۔ لیکن جو تفصیل میں نے پیش کی اس کی روشنی میں مستونگ کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ آپ دیکھیں یہ کتنا بڑا علاقہ ہے۔

جناب اسپیکر۔ چونکہ محرک اپنی قرارداد پر زور دے رہے ہیں۔ اس لئے ہم ایوان کی رائے لیں گے۔ سوال یہ ہے کہ نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب کی قرارداد نمبر ۳۱ کو منظور کیا جائے۔

(اکثریت کی رائے سے قرارداد نامنظور رہو گئی)

جناب اسپیکر۔ نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب کی قرارداد نامنظور ہوگئی۔ اب اگلی قرارداد نمبر ۲۴ جناب محمد ہاشم شاہوانی صاحب کی ہے۔ چونکہ معزز رکن ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے ان کی قرارداد پیش نہیں ہوسکتی۔ لہذا ہم آگے چلتے ہیں۔ اب اگلی قرارداد لی جائیگی۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی۔ جناب اسپیکر۔ میری قرارداد تو آپ نے نامنظور کردی لیکن میر محمد ہاشم شاہوانی صاحب کی قرارداد بھی میں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ اجازت ہے؟

جناب اسپیکر۔ جیسا کہ میں نے کہا۔ چونکہ وہ موجود نہیں اس لئے ان کی غیر موجودگی میں کوئی دوسرا معزز رکن بھی ان کی قرارداد پیش نہیں کرسکتا۔ ہم آگے چلتے ہیں۔ اگلی قرارداد جناب عبدالحمید خان اچکزئی صاحب کی ہے۔ خان صاحب اپنی قرارداد نمبر ۲۵ ایوان میں پیش کریں۔

قرار داد نمبر ۳۵ -

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی - جناب اسپیکر، آپ کی اجازت سے میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ

" یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ تحصیل چمن بالخصوص توبہ اچکزئی جو زندگی کی تمام آسائشوں سے محروم ہے۔ اور جہاں غربت بے روزگاری پسماندگی اور ناخواندگی عروج پر ہے، حفظان صحت کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ آبادی کا ایک تہائی حصہ ٹی بی کی جان لیوا بیماری میں مبتلا ہے۔ لہذا وہ یعنی صوبائی حکومت پورے صوبہ میں بالعموم اور توبہ اچکزئی میں بالخصوص ٹی بی کے سد باب کے لئے باقاعدہ سروے کرائے نیز پائیدار اور بار آور منصوبہ بندی کرے، اور وفاقی حکومت کے ذریعے بین الاقوامی اداروں سے امداد طلب کر کے ان مسائل کے حل کی غرض سے فوری طور پر مؤثر اقدامات کرے۔

جناب اسپیکر۔ قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ چونکہ تحصیل چمن بالخصوص توبہ اچکزئی جو زندگی کی تمام آسائشوں سے محروم ہے اور جہاں غربت، بے روزگاری پسماندگی اور ناخواندگی عروج پر ہے حفظان کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ آبادی کا ایک تہائی حصہ ٹی بی کی جان لیوا بیماری میں مبتلاء ہے لہذا وہ یعنی صوبائی حکومت پورے صوبہ میں بالعموم اور توبہ اچکزئی میں بالخصوص ٹی بی کے سدباب کے لئے باقاعدہ سروے کرائے نیز پائیدار اور بار آور منصوبہ بندی کر کے اور وفاقی حکومت کے ذریعے بین الاقوامی اداروں سے امداد طلب کر کے ان مسائل کے حل کی غرض سے فوری طور پر مؤثر اقدامات کرے۔

جناب اسپیکر۔ معزز محرک اگر اپنی قرارداد پر تقریر کرنا چاہیں۔ تو کر سکتے ہیں۔

مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی۔ جناب اسپیکر صاحب اور معزز اراکین

ایوان: اس سلسلے میں میری گذارش یہ ہے۔ بلکہ میں اپنے ضمیر کو ملامت کرتا ہوں میرے خیال میں اپنے علاقے کی نمائندگی صحیح طریقے سے نہیں کروں گا۔ اگر میں صحیح حالات ایوان کے سامنے پیش نہ کروں جناب اسپیکر۔ میں نے جو محسوس کیا ہے کہ میرے علاقہ کا بڑا مسئلہ کیا ہے۔ چونکہ ہمارے پاس سروے اور اس سے متعلق اسٹیٹسکس یعنی اعداد وشمار نہیں۔ لیکن جیسا میں نے کہا ہمارے تو بہ اچکزئی کے ایک بٹہ تین یا ایک تہائی مرد وزن اس موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ اس کے لئے خاطر خواہ انتظام نہیں ہے بالفاظ دیگر وہاں پر پچاس فیصد آبادی بشمول مرد وزن اس موذی مرض میں مبتلا ہے۔ ان کے لئے دارو و علاج میسر نہیں۔ وہاں پر ہسپتال نہیں وہاں پر موبائل ٹیمیں نہیں ہیں یا کوئی ایسے سماجی بہبود کے ادارے نہیں ہے۔ جو اس پر قابو پانے میں مدد کر سکیں جناب اسپیکر۔ اس طرح وہاں کے لوگ اللہ کے حوالے ہیں۔ ان کے لئے ہسپتال اور دوائیوں کا انتظام نہیں ہے میں سمجھتا ہوں مجھے اس بات کا احساس ہے کہ یہ نہ صرف توبہ اچکزئی کا معاملہ ہے بلکہ یہ مختلف علاقوں میں یہ قصہ ہے۔ اس میں میری کوئی سیاسی

مصلحت نہیں ہے۔ یہ مرض کافی دائرہ میں پھیلا ہے۔ اس سلسلے میں میری عرض ہے
کہ خواہ بلوچ علاقہ ہو یا پشتون ایریا یہ سارے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ اس کو آج تک
سنجیدگی سے نہیں لیا گیا۔ ہمارے ممبر ز پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ غریب اُولس
یعنی عوام کی خدمت کرنا چاہیے۔ اور اس معاملہ کو بلوچستان جتنے ترقیاتی پروگرام میں ان
Top Pritority پر رکھا جائے جیسے پینے کے پانی اور دیگر پروگرامز کو
Top pritority پر رکھا جاتا ہے۔ اس کو بھی اسی طرح سرفہرست رکھا جائے جناب والا!
ہماری پچاس فیصد آبادی بیمار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری قوم بیمار ہے اور
بیمار قوم نہ معاشرہ کی خدمت کر سکتی ہے۔ اور نہ ہی اسلام اور پاکستان کی خدمت
کر سکتی ہے۔ لہٰذا میری غیر متعصبانہ انداز میں اس معزز ایوان سے درخواست ہے
کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ اور حکومت بلوچستان ایسا لائحہ عمل سنجیدگی
سے اپنائے۔ میں بالخصوص اپنے علاقے کے بارے میں کہتا ہوں کہ وہاں پر مخصوص انتظام
کیا جائے۔ اس غرض سے میں قرارداد ایوان میں پیش کر رہا ہوں اور گذارش کرتا ہوں
ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت سارے بلوچستان میں Pritority Basis پر عمل
کیا جائے۔ جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ بلوچ ایریا میں یہ مرض نہیں ہوگا۔ لیکن ہمارے
تو بہ اچکزئی میں یہ سارے بلوچستان کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ

بلوچستان جہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم غریب عوام کی خدمت کریں گے۔ وہاں اپنی تنخواہوں اور دیگر الاؤنسز اور مراعات کے لئے بل لاتے ہیں۔ جبکہ آج تک اس قسم کا معاملہ اس ایوان میں نہیں اٹھایا گیا۔ اسکی کیا وجہ ہے؟ جبکہ پچاس پرسنٹ غریب عوام ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہیں کسی نے ان کا نام تک یہاں نہیں لیا۔ میں شدت سے یہ محسوس کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حکومت بلوچستان اس کا نوٹس لے گی۔ اور گورنمنٹ سنجیدگی سے میرے علاقے میں اقدامات کریگی۔ اس لئے کہ یہ میری ڈیمانڈ ہے۔ اور مجھے یہ امید بھی ہے کہ ایوان کے معزز اراکین عوامی مسئلہ کی اس قرارداد کو سنجیدگی سے لے کر اسے سپورٹ کریںگے کہ بلوچستان کی گورنمنٹ یہ محسوس کرے کہ واقعی ہمیں بلوچستان کے غریب عوام کی خدمت کرنا ہے۔ لہذا میری گذارش ہے کہ میری قرارداد کو منظور فرمائیں شکریہ۔

سردار محمد خان باروزئی۔

جناب والا! میں اس قرارداد کی کلی طور پر تائید کرتا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے محرک نے اس پر بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔ اور اس پر مزید بات کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔ لیکن میرے کچھ خدشات ہیں اور اس پر میری کوئی سوچ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر معاملے کو

routine کا معاملہ سمجھ کر routine کا جواب دے دیا جاتا ہے۔ کہ وسائل کی کمی ہے،
وسائل کی کمی کے لئے میرے پاس اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ میں
یہ کہوں کہ یہ مسئلہ اسپیکر صاحب کے دائیں اور بائیں بیٹھنے والے ارکان اسمبلی کا
نہیں ہے بلکہ پوری انسانیت کا مسئلہ ہے۔ اور اس کو انسانی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے۔
جہاں میں سمجھتا ہوں کہ ارادہ ہو وہاں راستہ بھی اور وسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں
لہذا میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ اس کا تعلق وزیر صحت سے ہے لیکن چونکہ وہ رخصت پر
ہیں لہذا لاء منسٹر صاحب!

مسٹر سعید احمد ہاشمی وزیر قانون جناب والا! سب سے
پہلے تو میں معزز رکن سردار صاحب کی اس بات پر آؤں گا کہ نہ جانے انہوں نے
کیسے سوچ لیا کہ میں یہ جواب دینے والا ہوں کہ وسائل کی ہمارے پاس اس مد میں بھی
کمی ہے۔ میرا جواب یقیناً یہ نہیں۔ جہاں تک ٹی بی کے مرض کا تعلق ہے مختلف رپورٹیں
جو چند برسوں میں سامنے آئی ہیں۔ ان سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ پاکستان میں اور پورے

بلوچستان میں اس مرض میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اور ایک پروگرام پورے صوبے میں جاری ہے۔ اور میں حکومت کی جانب سے معزز رکن کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ تو بہ اچکزئی میں بھی فوری طور پر سروے کرایا جائے گا۔ اور انہوں نے جیسے کہا کہ پچاس فیصد وہاں کے لوگ اس بیماری میں مبتلا ہیں۔ یہ تو نہ صرف ان کے لئے بحیثیت منتخب نمائندہ بلکہ حکومت کے بھی تعجب طلب بات ہے۔ اگر اس سروے میں یہ ظاہر ہو کہ یہ بیماری اس حد تک پہنچی ہے۔ حکومت فوری طور پر اس کے سدباب کا بندوبست کریگی۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میری ان گذارشات کے بعد معزز رکن اس قرارداد پر زور نہیں دیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ جو اس کی رپورٹ ہوگی۔ وہ محکمہ صحت معزز رکن تک بھی پہنچا دے گا۔

جناب اسپیکر ۔ کیا محرک اپنی قرارداد پر زور دیں گے یا نہیں؟

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی ۔ جناب والا! میں تو اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ کہ اس پر زور نہ دیں اور یہ جیسے سردار صاحب نے فرمایا کہ یہ بالکل انسانی معاملہ ہے بلوچستان گورنمنٹ اسی قرارداد کو پاس کر لے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ

اور جیسے سردار صاحب نے بھی فرمایا کہ یہ بات آخر ہمارے سامنے آجائے گی کہ ہمارے پاس وسائل کی کمی ہے" یا یہ ہے، وہ ہے"۔ میں نے اپنی قرارداد کی باڈی میں بھی یہ بات کہی ہے۔ کہ اگر آپ اپنے وسائل سے یہ کام پورے نہیں کر سکتے۔ تو اس کی نشاندہی کریں وفاقی حکومت کے سامنے انٹرنیشنل ایجنسیز کے سامنے جو اس معاملے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ان کے پاس وسائل بھی ہیں۔ اور ساری چیزیں کم سے کم اس قرارداد کو پاس کر کے اپنے وسائل کی نشاندہی کر کے وفاقی حکومت کے سامنے یہ بات رکھیں۔ جناب والا! یہ مسئلہ سارے بلوچستان کا ہے۔ اور وہاں بھی ٹی بی کی موجودہ پوزیشن ہے۔ تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ........

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ وسائل کی کمی ہے۔ ہمارے پاس اس معاملے کے لئے وسائل موجود ہیں اور ہسپتال موجود ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ صوبائی حکومت اپنے محکمہ کے توسط سے یہ سروے کر سکتی ہے۔ اور ہیلتھ آرگنائزیشن بھی ہماری اس سلسلہ میں مدد کرے گی۔ ہمیں کوئی مشکل اس ضمن میں درپیش نہیں۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی اگر صوبائی حکومت یہ سختی سے وعدہ کرتی ہے کہ وہ اس کی پابندی کرے گی اور توبہ اچکزئی کے معاملہ میں کوئی قدم اٹھائے تو مجبوراً اس پر زور نہیں دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! ہم نے تو یقین دہانی کرائی ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ حکومت اس معاملہ کی چھان بین کرے۔ اور بیماری اس حد تک پھیلی ہے تو اس کا سدباب کرے۔

مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ جناب والا! اگر اس سلسلہ میں قرارداد پاس ہو جائے تو کیا حرج ہے؟ یہ بات سب کے مفاد میں ہے۔ یہ انسانی معاملہ ہے میں نے کسی سیاسی مصلحتوں کی بناء پر یہ قرارداد پیش نہیں کی ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ اگر اس قرارداد کو آپ پاس کر لیں تو کیا حرج ہے۔؟

جناب اسپیکر۔ جو معزز ممبران اسمبلی اس قرارداد کے حق میں ہیں. وہ ہاں کہیں۔ چونکہ اکثریت نے اس قرارداد کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ لہٰذا قرارداد نمبر ۳۵ منظور کی جاتی ہے۔

(اکثریت کی رائے سے قرارداد منظور کی گئی)

جناب اسپیکر۔ اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۴ فروری بوقت ۱۱ بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(دوپہر بارہ بجکر تیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۴ فروری ۱۹۹۰ء (یکشنبہ) صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)